منجانب
مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برائے بیانِ مصطفیٰ وشاہراہ علم

آہ! ایک پکا موحد، توحید کا علمبردار چل بسا

(یعنی حیاتِ منوبری کے چند اوراق)

یہ دنیا آنی جانی اور فانی ہے، باقی صرف اللہ کی شانِ عالی ہے، جیسا کہ قرآن مقدس ناطق ہے: **کل من علیھا فان، ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام**، اس دنیا میں جو آیا جب آیا جیسے آیا جس شان سے نشونما پائی ذرہ سے آفتاب، عام سے خاص، مامور سے امیر، مدرس سے منتظم جو بنا حتی کہ بادشاہت تک پہونچا، لیکن آخر کار انجام، حالتِ نزع، موت، تجہیز، تکفین، قبر کی مٹی اور پیوندِ خاک کے علاوہ کچھ بھی نہیں، یہ دستورِ دنیا نہیں بل کہ سنت اللہ ہے، ہاں مگر جس کی زندگی کا مقصد رضاءِ الٰہی کا حصول، ہر کام میں منشاءِ خداوندی کی تلاش، تقربِ باری کا شوق، اور بھرپور خلوص وللّٰہیت ہو وہ اپنے عمل وکردار، مستحکم ایمان وعقائد اور اپنے وہ اعمال جو صدقۂ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں ایسے اوصاف کے حاملین اشخاص مرنے کے بعد بھی لطفِ زندگی حاصل کرتے ہیں، قرآن نے ایسے ہی باصفا افراد کے سلسلہ میں کہا ہے: **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔**

ہمارے مرحوم ومغفور جامعہ اکل کوا کے محسن وہمدرد، گجرات کی کثیر الخدمات، دینی دانش گاہ کے سربراہ، دار العلوم کنتھاریہ کے مہتمم، حاملِ شریعت جرءتِ ایمانی، غیرتِ دینی کے حسین امتزاج کے حامل، **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** کا پرتو، توحید جن کے رگ وریشہ میں پیوست، آیاتِ توحید تو گویا قابلِ رشک انداز سے آپ کے وردِ زباں، بلکہ قال سے ترقی کر کے حال کی حد تک ازبر، ایسی ہستی جن کو برکت العصر سے تعبیر کیا جانا چاہئے، مؤرخہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ 10 نومبر بروز پیر ظہر وعصر کے درمیان اس دنیا سے چل بسے، **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

ہمارے جامعہ کے رئیس حضرت وستانوی دامت برکاتہم بروز سنیچر آپ کی بیماری کی اطلاع پاتے ہی بغرضِ عیادت شام تک دار العلوم کنتھاریہ پہونچے، حضرت مرحوم کی عیادتِ مسنونہ کی، طلباء اور اساتذہ وانتظامیہ کی چاہت پر کچھ یادیں کچھ باتیں کے عنوان سے اپنی طبیعت اور عادت کے خلاف 45 منٹ کا طویل خطاب کیا، اور دار العلوم کنتھاریہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی عظمت کی تلقین کی، پھر وہاں سے محدثِ کبیر، حضرت شیخ یونس صاحب جونپوری دامت برکاتہم کی عیادت کے لیے بمبئی تشریف لے گئے، وہاں سے واپسی پر حضرت منوبریؒ کی وفاتِ حسرت آیات کی غمناک المناک اطلاع نے پورے جامعہ کو سوگوار، اور فضاء کو مغموم بنا دیا۔

کہیں جامعہ کی فروعات میں حضرت کے لیے دعائے مغفرت کی اطلاع دفترِ اہتمام سے ہو رہی ہے، تو کہیں جامعہ دار التربیت، دار القرآن، مسجد میمنی میں قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کا اہتمام ہو رہا ہے، تو دوسری طرف کئی موٹر کاریں وفودِ اساتذہ کی شکل میں حضرت رئیس جامعہ سمیت اپنے اس محسن کی تدفین، تکفین اور نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت کے لیے رواں دواں ہے، اللہ پاک مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

حیاتِ منوبری کی ایک جھلک:

حضرت مرحوم دار العلوم کنتھاریہ کے بانی حضرت مولانا آدم منوبریؒ کے برادرِ حقیقی اور معاون اولین تھے، جن کی ولادت بمقام منوبر ضلع بھروچ ۱۹۲۸ء میں ہوئی، پھر ابتدائی دینی عصری تعلیم سے فراغت کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے گجرات کی بافیض قدیم دینی درسگاہ جامعہ حسینیہ راندیر سے وابستہ ہو کر ۱۹۵۱ء میں فراغت پائی، اس کے بعد اپنے وطنِ عزیز منوبر کو دینی خدمت کا میدان بنانے کی سعادت حاصل ہوئی، اور مکتب کی تعلیم و تربیت میں مہارت کا درجہ حاصل کیا، مارچ ۱۹۶۹ء سے دار العلوم کنتھاریہ میں جزءِ وقتی خدمت کا اس طرح آغاز فرمایا کہ منوبر کی مکتبی خدمات سے فارغ ہو کر دار العلوم تشریف لاتے، اور مغرب تک قیام فرما کر طلباء کی تعلیمی تربیتی نگرانی فرماتے۔

قضا وقدر کا فیصلہ:

رزق جس کا جہاں جس طرح مقدر ہوتا ہے آدمی پہونچ کر رہتا ہے، چناں چہ حضرت منوبریؒ ۱۹۷۱ء میں برطانیہ کے ایک مشہور مقام بلیک برن خدمتِ دین کے ارادے سے ہجرت فرما کر تشریف لے گئے، اور وہاں پہونچ کر امامت، تدریس اور خطابت کو اپنا دائرۂ خدمت بنایا، اثباتِ توحید آپ کا موضوعِ خاص تھا، خلافِ توحید قول وعمل پر آپ غضبناک حد تک ناراض ہو جاتے تھے، جو آپ کی جرءتِ ایمانی اور غیرتِ ایمانی پر غماز ہے۔ آپ کے برادرِ کبیر مہتمم دار العلوم کنتھاریہ کی وفات حسرت آیات پر دار العلوم کو ضرورت محسوس ہوئی ایک ایسے فکر مند، خدا ترس، صفتِ توکل سے متصف، درویش صفت انسان کی جو اس عظیم ادارے کی باغ بانی اور سربراہی کر سکے، چناں چہ اربابِ شوریٰ، حضراتِ اساتذہ کرام کی چاہت وطلب پر دینی ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۷۹ء میں ہندوستان تشریف لائے، اور تاحیات تقریباً ۳۶ سال اپنے خونِ دل سے ادارے کی آبیاری فرمائی۔ تغمده الله برحمة واسعة۔

اس ۳۶ سالہ دورِ اہتمام میں دار العلوم کنتھاریہ نے تعلیمی، تربیتی، خانقاہی، نشر واشاعت اور ہر شعبہ میں نمایاں ترقی کی ہے، جس کے حسین، جمیل ولذیذ تذکرے کے بغیر دار العلوم کنتھاریہ کی تاریخ نامکمل رہے گی، یہاں اس وقت ہم مشت از خروارے کے طور اتنا ضرور ذکر کرتے ہیں کہ دار العلوم کنتھاریہ میں توسیع مسجد، دو، دو، دار القرآن، دار المدرسین، شعبۂ افتاء کا

قیام، شعبۂ نشر واشاعت کا استحکام، جامعۃ الصالحات منوبر کا وسیع نظام، شعبۂ محاسبی کا انضباط، شعبۂ مکاتب کی توسیع، شعبۂ مبلغین کا آغاز، تعداد طلباء میں اضافہ، خانقاہی نظام کا آغاز، اور اس کا فروغ یہ سب حضرت مرحوم کے وہ حسین اور تاریخی کارنامے ہیں جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جامعہ اکل کوا کے رئیس وبانی سے حضرت منوبری کا تعلق:

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کو دارالعلوم کنتھاریہ سے جدا نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ جس جامعہ کی بنیاد ۱۹۸۰ء میں ہوئی اس کے بانی حضرت وستانوی اس وقت دارالعلوم سے تدریسی وابستگی رکھتے تھے، اس لیے وہاں کی مخلص اور تجربہ کار شخصیات کے ساتھ اولین مشورہ دارالعلوم میں ہوا، حضرت وستانوی نے ظاہری طور پر الگ ہونا چاہا تو انتظامیہ نے شفقت آمیز انداز میں رخصت لے کر جانے کا مشورہ دیا، پھر جب جامعہ اپنی بے سروسامانی اور کم مائیگی کے عالم میں شروع ہوا، اس کی ہر نوع کا تعاون حتی کہ امتحانات کے موقع پر صبر آزما سفر کر کے آنا، سال میں دو، دو، مرتبہ دفترِ محاسبی کے افراد کا جانچنے کے لیے آنا، اور جامعہ کے دفترِ محاسبی کو مستحکم ومنظّم کرنا حتی کہ حضرت مولانا علی یوسف کاویؒ کا حضرت مفتی اسماعیل بھڑ کودرویؒ کا، نیز حضرت مولانا ایوب وسراوی دامت برکاتہم کا رئیس جامعہ کے طویل سفر کے دوران تعلیمی جانچ کے لیے آنا اور نائب رئیس جامعہ حافظ اسحٰق صاحب کو مخلصانہ مشوروں سے نوازنا، نیز حضرتِ مرحوم کا بار بار آکر مخلصانہ، ہمدردانہ مشورہ دینا، اساتذہ کے ساتھ مذاکرہ کرنا، جامعہ کا مہمان خانہ، اور مسجدِ میمنی کا سنگِ بنیاد رکھنا، یہ موصوف کے وہ احسانات ہیں، جس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، اور ہاں جامعہ میں دارالعلوم کنتھاریہ کے فضلاء کی ایک مستحکم ٹیم ہے، جو نظامِ تعلیم میں معاون ہے، اللہ پاک ان حسین کارناموں اور خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر مرحوم کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

آخری منظر:

حضرت منوبریؒ کے انتقال پر ملال کی خبر آناً فاناً ہندوستان کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک پہونچی، اطراف واکناف ہی نہیں دور و دراز کے معروف وغیر معروف اداروں کے متعلقین ومتوسلین کی ایک بڑی جماعت بالخصوص گجرات کے اداروں کے ذمہ داران، مشائخ، شیوخ الحدیث، اساتذہ کرام اور دعوت تبلیغ کے احباب وغیرہ کے ایک جم غفیر نے نمازہ جنازہ میں شرکت کی، خود جامعہ کے ناظمِ تعلیمات عزیزم مولانا حذیفہ صاحب جو کشمیر کے ایک رفاہی دورے پر تھے، انہوں نے بھی براہِ راست اپنے اس مشفق ومربی کے تجہیز وتکفین میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ۳۵۰۰۰ کے قریب افراد شریکِ جنازہ تھے، آپ کے خلف الرشید، منظورِ نظر، لختِ جگر، صلاحیت وصالحیت کے سنگم، جامعۃ الہدی والعلم کے بانی ومہتمم، درالعلوم بڑی uk کے فاضل جناب حضرت مولانا مفتی

عبدالصمد صاحب دامت برکاتہم نے احاطۂ دارالعلوم میں نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔

مرحوم کے پسماندگان:

حضرت مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ پانچ صاحب زادے، مفتی عبدالصمد صاحب، جناب خالد بھائی، جناب حافظ ثناء اللہ صاحب، جناب حافظ سلیم صاحب، بھائی محمد شفیع، تین صاحب زادیاں جس میں ایک مرحومہ ہوچکی ہے، باقی دو بقید حیات ہیں، نیز دارالعلوم کنتھاریہ برادری جو درحقیقت آپ کی حاصل حیات اور زندگی کی کمائی ہے، اس کے فضلاء، علماء، صلحاء، بالخصوص بافیض مخلص اساتذہ کی ٹیم ہے جو مرحوم کے لیے توشۂ آخرت اور ذخیرۂ آخرت ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ ان کے ان حسین کارناموں کے صدقے مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، درجات بلند سے بلندتر فرمائے، دارالعلوم کی ترقی اور فیض رسانی مزید عام تام کرے، اساتذہ فضلاء میں مزید استحکام نصیب فرمائے، اور موجودہ مہتمم جناب حاجی خالد صاحب اور ان کے رفقاء کو تائیدِ ارضی اور تائیدِ سماوی ہر دو سے مالا مال فرمائے۔ آمین

سوگوار وغم شریک : (مولانا) عبدالرحیم (صاحب) فلاحی

www.attablig.com